تہذیبِ عزا

تقریظ و تہذیب: مظہر عباس چودھری

ترتیب و تزئین: محترمہ ناہید مظہر چودھری

عزاخانوں اور کربلاؤں کے شہر لکھنؤ کے شعرائے کرام کے دل گداز سلام

تہذیبِ عزا

شہید اشک

فرزندِ رسولؐ، حسینؑ مظلوم کے حضور

آنسوؤں کے جام

سیلِ خلد ٹھہر جا کہ بادشاہِ عطش
ہجومِ اشک سے مصروفِ گفتگو ہے ابھی

تقریظ و تہذیب

آقائے مظہر عباس چودھری

ترتیب [illegible]رس

محترمہ ناہید مظہر چودھری

— ناشر —

ادارہ منہاج الصالحینؑ

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور فون: 35425372

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ

جملہ حقوق محفوظ

مجموعہ کلام	:	تہذیبِ عزا
کلام	:	لکھنؤ کے شعرائے معاصر + فخرِ لکھنؤ "میر انیس"
تقریظ و تہذیب	:	آقائے مظہر عباس چودھری
ترتیب و تزئین	:	محترمہ ناہید مظہر چودھری
ناشر	:	ادارہ منہاج الصالحین، لاہور
اشاعت اول	:	مارچ 2011ء
ہدیہ	:	[redacted]وپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

ڈوب کر پار اُتر گیا اِسلام
آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے

تہذیبِ عزا

شہیدِ اشک

فرزندِ رسولؐ، حسینؑ مظلوم کے حضور
آنسوؤں کے جام

یہاں حسینؑ کا دشمن پنپ نہیں سکتا
سبب یہی ہے کہ زندہ یہ لکھنؤ ہے ابھی

خاتونِ دوجہاں سیدہ زہرا کے حضور

خاک پر بیٹھی ہوئی ہے سیدہ عاشور کو
بن گئی جلتی زمیں فرشِ عزا عاشور کو

(قرار لکھنوی)

بنتِ محبوبِ خدا تشریف لاتی ہیں فروغ
مجلسِ شبیرؑ میں اشکوں کے گوہر کے لیے

(فروغ کاظمی)

کہتے تھے حضرت وہ مشرق میں کہ مغرب میں مریں
دوستوں کے ہم نہ کام آئیں یہ ہوسکتا نہیں

(ناہید مظہر چودھری)

التماس فاتحہ برائے ایصالِ ثواب۔
والدین مرحومین بیگم و چودھری ناظر حسین اختر

تہذیبِ عزا

لکھنؤ نے کعبۂ تہذیب کی تعمیر کی
زاویے لے کے عزائے سیدِ ابرار کے
(سید مظہر عالم رضوی اعجازی تجسس لکھنوی)

''ذکرِ مظلوم کا قائم رہنا سنتِ الٰہیہ میں داخل ہے۔ زمانہ جس تذکرے کو روکنا چاہتا ہے، پروردگارِ عالم اُسی تذکرے کو عام کرتا چلا جاتا ہے۔ لائقِ تعظیم و احترام ہیں وہ لوگ جو اس روایت کے تسلسل میں اپنا کردار نبھاتے جاتے ہیں۔ علما، خطیب، ذاکر، شاعر، اہلِ قلم، اپنی اپنی منزل میں اپنی اپنی حیثیت سے ایک عظیم تہذیبِ عزاداری کے امانت دار اور قابلِ احترام نقیب ہیں۔'' (افتخار عارف صدر نشین اکادمی ادبیات اسلام آباد) علمائے ماسلف نے مظلوم کربلا کی عزاداری کو ہماری شہ رگ قرار دیا ہے۔ اس عزاداری کی تاریخ ۶۱ ھ سے لے کر آج تک تقریباً چودہ صدیوں کو محیط ہے اور اس کا پس منظر خلقتِ آدم علیہ السلام سے بھی پہلے کیے گئے میثاقِ لاہوت تک جا پہنچتا ہے، جبکہ پیش منظر روزِ محشر استغاثۂ حضرتِ زہراؑ تک جا پہنچے گا۔ اگر یہاں تحریکِ عزاداری کے پس و پیش کا تذکرہ کیا جائے تو الگ سے ایک ایک تاب تشکیل پا جائے، لہٰذا ہم اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اس دائمی روایتِ عزا کے بارے میں محض چند روایات اہلِ بیتؑ بیان کرنے کے بعد لکھنؤ کی تہذیبِ عزا اور پھر لکھنؤ کے شعرائے معاصر کی ادائے عزا کی طرف آتے ہیں۔ مستند روایات فرمانِ صادقؑ ہے:

"جو آنکھ غمِ حسینؑ میں روتی اور آنسو بہاتی ہے، اس آنکھ اور اس سے نکلے آنسو سے زیادہ کوئی شے خداوند کریم کے نزدیک محبوب نہیں اور کوئی شخص ایسا نہیں جو غمِ حسینؑ میں روئے اور اس کے آنسو جناب فاطمہ زہراؑ کی بارگاہ میں نہ پہنچیں۔ ہر رونے والا حضرتِ فاطمہؑ کی مدد کرتا ہے۔ اس کا گریہ بارگاہِ رسول میں (بھی) پہنچتا ہے۔ گریہ کرنے والا گویا ہمارا حق ادا کرتا ہے۔ روزِ قیامت کوئی شخص محسود نہیں ہوگا، مگر اُس کی آنکھیں اشک بار ہوں گی، سوائے اُس شخص کے جو دنیا میں میرے جدِ بزرگ والا کے غم میں رونے والا ہو۔ اُن دن میرے جدِ بزرگوار کے غم میں مرنے والے کی آنکھیں روشن ہوں گی اور اُسے خوش خبری سنائی جائے گی کہ وہ اس حالت میں محشور ہوگا کہ اس کے چہرے سے خوش حالی ظاہر ہوگی۔

مزید فرمایا: "میرے جدِ بزرگ وار حضرت علی ابنِ حسینؑ جب بھی اپنے مظلوم باپ کو یاد کرتے تھے تو اتنا روتے تھے کہ آپ کی ریشِ مبارک تر (آنسوؤں سے) ہو جاتی تھی۔ جو کوئی انہیں روتے دیکھتا تھا، اس کا جی بھی بھر آتا تھا اور وہ سیدِ سجاد کے ساتھ رونے لگتا تھا۔ امام حسینؑ کی قبرِ اطہر پر مامور فرشتے بھی گریہ کرتے رہتے ہیں اور ان کے رونے کے سبب ہر وہ فرشتہ، جو ہوا میں ہے یا آسمان پر ہے، گریہ کرتا ہے۔"

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ والد گرامی حضرت علی ابن حسینؑ نے فرمایا: "جو مومن حسینؑ ابن علیؑ کی شہادت پر، نیز ہمارے دشمنوں کی طرف سے ہمیں پہنچنے والے مصائب پر اتنا روئے کہ آنسو اس کے رخسار پر آجائیں تو روزِ قیامت خداوند کریم اسے بہشت میں مقام عطا فرمائے گا"۔

نیز فرمایا کہ "جب کسی کے سامنے مصائبِ حسینؑ کا ذکر کیا جائے اور اُس کی آنکھ فقط اس قدر پُر اشک ہو جائے کہ اس سے مکھی کا پَر تو ہو سکے تو خداوند کریم کی طرف سے اُس کے لیے کم سے کم جزا بہشت

ہے"۔

امام علی بن الحسین زین العابدین نے سانحۂ کربلا پر چالیس سال تک گریہ فرمایا۔ آپ بیس سال تک زندہ رہے، گریہ کناں رہے۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق خود گریہ وزاری کیا کرتے تھے اور شعرا کو بلا کر مرثیہ خوانی کروایا کرتے تھے۔ اسی طرح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، امام علی رضا علیہ السلام اور دیگر آئمہ طاہرین علیہ السلام کے بارے میں بھی روایات موجود ہیں کہ غم حسین علیہ السلام میں گریہ زاری اور مرثیہ نوحہ خوانی کروایا کرتے تھے۔

بحار الانوار میں زید شحام سے منقول ہے کہ ہم اہل کوفہ کی ایک جماعت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ اس دوران میں امام کے شاعر جعفر بن عفان حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تم خوب شعر کہتے ہو اور میرے جد مظلوم حضرت حسین علیہ السلام کے بارے میں اچھا مرثیہ کہتے ہو۔ اس نے عرض کیا: الحمدللہ، میرے سید و آقا، میں آپ پر قربان جاؤں۔

حضرتؑ نے فرمایا: تو پھر کچھ پڑھو۔ جعفر کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت کے سامنے مرثیہ کہا۔ حضرت اشعار مرثیہ سن کر بہت روئے...... روتے روتے بے حال ہو گئے اور آنسو آپ کے چہرے اور ریش پر جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا: اے جعفر! بخدا یہاں ملائکہ مقربین بھی حاضر ہوئے ہیں اور انھوں نے تمہارا مرثیہ سنا ہے، جو تم نے میرے مظلوم جد کی مصیبت میں پڑھا، ملائکہ اس پر ہماری طرح، بلکہ ہم سے بھی زیادہ گریاں ہوئے۔ اے جعفر! خدا نے تم پر جنت واجب کر دی ہے اور تمہارے سب گناہ بخش دیے ہیں"۔

جعفر عفان کے مرثیہ کے چند اشعار کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"رونے والوں کو چاہیے کہ اسلام پر روئیں۔ تحقیق ارکان اسلام ضائع کیے گئے اور اس کے حرام کو حلال کیا گیا۔ حتیٰ کہ فرزند رسولؐ پر ظلم کا ہاتھ دراز کیا گیا۔ آہ صبح عاشور عجیب صبح تھی کہ امام کے جسم اطہر کو

نیزوں کا نشانہ بنایا گیا اور پے در پے تلواریں خونِ حسین علیہ السلام سے سیراب کی گئیں۔ جب حضرت نے نصرت کے لیے پکارا تو اس جفا کار اُمت نے حضرت کی مدد نہ کی۔ تحقیق عقلیں اس واقعہ سے حیران رہ گئیں، افسوس! فرزندِ رسول فریاد استغاثہ فرمائیں اور کوئی امداد کو نہ پہنچے۔ افسوس کہ اس اُمت نے تشنہ لبی کی حالت میں اس مظلوم کو قتل کی حرارت چکھائی۔ یوں کربلا میں کتنی بڑی لغزش سرزد ہوئی۔ مظلوم کا جسم زخموں سے چور چور اور جراحتوں سے پارہ پارہ تھا اور اس مظلوم پر شکاری پرندے شب و روز جھپٹ رہے تھے۔ ہائے افسوس کہ اُمت نے رسول خداؐ کی قرابت کی محافظت بھی نہ کی۔ وہ اشقیا خود بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کیا"۔

تاریخِ عزاداری میں ہمیں متعدد شعرا کے ایسے دل دوز عربی مرثیے ملتے ہیں۔ فارسی کے بے شمار شعرا نے بھی اس تحریکِ عزاداری میں حصہ ڈالا، لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عزاداری کی معراج لکھنوی اُردو شاعروں ہی کو نصیب ہوئی۔ جہاں لکھنؤ کے شعرا میر خلیق، میر ضمیر، میر انیس اور مرزا دبیر نے مرثیہ خوانی کو بامِ عروج تک پہنچایا، وہاں شعرائے لکھنؤ اسلام نگاری اور نوحہ خوانی میں بھی کمالِ فن کے مقام پر فائز نظر آئے۔

اہلِ لکھنؤ ماہِ محرم کا چاند دیکھتے ہی لباسِ عزا پہن لیتے ہیں اور ممکنہ حد تک لذیذ غذائیں ترک کر دیتے ہیں۔ گریہ وزاری کرتے، مرثیے پڑھتے اور نوحہ خوانی کرتے ہیں۔ فقرا و مساکین میں نذر و نیاز تقسیم کی جاتی ہے۔ گلیوں بازاروں میں سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔ ضریح، تعزیہ، علم وغیرہ کی شبیہیں تیار کی جاتی ہیں۔ ہر گھر عزا خانہ بن جاتا ہے، ہر جگہ حسین علیہ السلام حسین علیہ السلام ہوتی ہے اور ہر دل کربلا کے مظلوموں کی یاد میں آہ و بکا کرتا ہے۔ مراسمِ عزا کو بجا لانے کے لیے لاکھوں کروڑوں خرچ کیے جاتے ہیں اور کسی غریب سے غریب لکھنوی کا دل بھی حسبِ استطاعت

عزاداری کے لیے خرچ کرنے میں آصف الدولہ سے کم نہیں ہوتا...... راہِ حسین علیہ السلام میں صرف مال ہی خرچ نہیں کیا جاتا بلکہ لوگ جانی قربانی کے لیے بھی بے چین ہوتے ہیں، جس کا اظہار چہروں، سینوں، سروں اور پشتوں پر لگائے جانے والے زخموں سے ہوتا ہے۔ شاید یہی تہذیبِ عزا ہے کہ جس کے سبب سے لکھنؤ کے ہر مومن کا دل عزا خانہ ہے۔ بقول سجاد عابدی:

صدف میں آنکھ کے اشکِ عزا کا گوہر ہے
غمِ حسین علیہ السلام کی دولت سے دل تو نگر ہے

اور بقول کسے:

یہاں حسین علیہ السلام کا دشمن پنپ نہیں سکتا
سبب یہی ہے کہ زندہ یہ لکھنؤ ہے ابھی

لکھنؤ کے معاصر شعرا فخر و ناز کر رہے ہیں:

ہمارے گھر میں عزا کے چراغ روشن ہیں
یہ روشنی ہمیں شبیر نے عطا کی ہے

کسی مفسرِ دوراں کے بس کی بات نہیں
ان آنسوؤں نے جو تفسیرِ کربلا کی ہے
(توقیر جائسی)

خورشید والدہ کی دعاؤں کا فیض ہے
مجھ کو خدا نے شاعرِ آلِ عبا کیا

خورشیدؔ میری ماں کو جزا دے خدائے پاک
ماتم کے ساتھ ڈال دی عادت نماز کی

(خورشید فتح پوری)

لکھنؤ کے ایسے ہی تمیں شعرائے عظام کا کلام، پنجاب کی سوہنہ ناہید مظہر چودھری نے دس برسوں کے مطالعہ کے بعد (میری شریک حیات بننے سے آج تک) اپنی بیاضوں پر رقم کیا۔ یہ پورے کا پورا کلام مجسم انتخاب ہے۔ اس کے ہم راہ حضرت میر انیسؔ کے چیدہ چیدہ سلام شامل کیے گئے ہیں جو تہذیب عزا کی حقیقی روح کا درجہ رکھتے ہیں:

ادھر خشک ہے فاطمہؑ کی زراعت
وہ کھیتوں میں آبِ رواں کھینچتے ہیں
عجب حال ہے دخترِ فاطمہؑ کا
ردا سر سے ایذا رساں کھینچتے ہیں

فیضِ غمِ حسینؑ سے ہوتے ہیں اے انیسؔ
ہر سال ایک حال کے دفتر جدا جدا

حضرت انیسؔ نے بجا فرمایا تھا:

اُلٹ گیا نہ فقط لکھنؤ کا اک طبقہ
انیسؔ ملکِ سخن میں بھی انقلاب آیا

شہید اشک، فرزند رسولؐ، حسینؑ مظلوم علیہ السلام کے حضور گل ہائے سلام پیش کرنے والے لکھنوی شعرا کو جس قدر ہدیۂ تحسین کیا جائے، کم ہے۔ جنھوں نے دنیائے عالم کے ہر فرد بشر

کو یہ بتانا ضروری جانا کہ:

ڈوب کر پار اتر گیا اسلام
آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے

حسین علیہ السلام شہیدِ اشک بھی ہیں اور بادشاہِ عطش بھی، چنانچہ ایک لکھنوی سلام نگار نے مظلوم کربلا سیدنا حسین علیہ السلام کے حضور آنسوؤں کے جام پیش کرنے والوں کے نذرانے کی قبولیت اور فضیلت کا یقین کچھ یوں کرایا ہے:

سبیلِ خلا ٹھہر جا کہ بادشاہِ عطش
ہجومِ اشک سے مصروف گفتگو ہے ابھی

اب آپ عزا خانوں اور کربلاؤں کے شہر لکھنؤ کے شعرائے کرام کے دل دوز سلاموں کا خود مطالعہ فرمایئے اور ہم فقیرانِ حسین علیہ السلام راقم الحروف اور حضرت ناشر علامہ ریاض حسین جعفری مدظلہ کے لیے اپنے آنسوؤں اور آہوں کے درمیان دعا کیجئے، نیز ان معزز سلام نگارانِ حسین علیہ السلام کو سلامِ عقیدت پیش کیجئے۔

مظہر عباس چودھری

mdabib.org

❁

ہمارے گھر میں عزا کے چراغ روشن ہیں
یہ روشنی ہمیں شبیر نے عطا کی ہے

❁

کسی مفسرِ دوراں کے بس کی بات نہیں
ان آنسوؤں نے جو تفسیرِ کربلا کی ہے
(توقیر نقوی جائسی)

maablib.org

خورشید والدہ کی دعاؤں کا فیض ہے
مجھ کو خدا نے شاعرِ آلِ عبا کیا

خورشید میری ماں کو جزا دے خدائے پاک
ماتم کے ساتھ ڈال دی عادت نماز کی

(خورشید فتح پوری)

maablib.org

۳۰ منتخب معاصر سلام نگارانِ لکھنؤ

حصہ اوّل:

(۱) اختر لکھنوی
(۲) ادیب لکھنوی
(۳) اظہر لکھنوی
(۴) انقلابی لکھنوی
(۵) انور لکھنوی
(۶) باقر باقری
(۷) بشر رضوی
(۸) بشر لکھنوی
(۹) بہار لکھنوی
(۱۰) تاباں لکھنوی
(۱۱) توقیر تقوی
(۱۲) جابر جوراسی
(۱۳) سجاد عابدی
(۱۴) سعید موسوی (آغا روحی)
(۱۵) شہرت لکھنوی
(۱۶) طاہر لکھنوی
(۱۷) عرفان صدیقی

(۱۸) عرفیؔ لکھنوی

(۱۹) عزمؔ لکھنوی

(۲۰) عشرتؔ لکھنوی

(۲۱) فرازؔ لکھنوی

(۲۲) قمرؔ لکھنوی

(۲۳) کلیمؔ لکھنوی

(۲۴) کوثرؔ لکھنوی

(۲۵) گوہرؔ لکھنوی

(۲۶) مشتاقؔ لکھنوی

(۲۷) نقیؔ لکھنوی

(۲۸) واثقؔ لکھنوی

(۲۹) یاورؔ لکھنوی

(۳۰) یوسفؔ سرسوی

حصہ دوم:

انتخابِ کلامِ انیسؒ

(۱) سلامی کی حسرت کا چارہ نہیں

(۲) سلامی کہتے ہیں اعدا لاؤ نسب کو

(۳) شبیہِ امامِ زماں کھینچتے ہیں

(۴) رنجِ دنیا سے کبھی چشم اپنی نم رکھتے نہیں

(۵) گزر گئے تھے کئی دن کہ گھر میں آب نہ تھا

(۶) آپ خنجر سے گلا جب شاہ کا تر ہو گیا

(۷) سلامی در شہ پہ گر جائیں گے

(۸) واجب الرحم تھے زنداں کے سزاوار نہ تھے

(۹) غم شہ کا گر داغ دل پر رہے

(۱۰) سلامی تجھے اور کیا چاہیے

(۱۱) اے مجرئی ہے سب کا مقدر رجد امجد ا

(۱۲) بھرا ہے غم شہ سے سینہ ہمارا

(۱۳) اُسی کا نور ہر اک شے میں جلوہ گر دیکھا

(۱۴) ضبط گریہ ماتم سرورؑ میں ہو سکتا نہیں

(۱۵) لحد میں سامنے جب دفتر حساب آیا

(۱۶) ہوا جو عشق ثنائے ابوترابؑ مجھے

(۱۷) کوئی انیس کوئی آشنا نہیں رکھتے

(۱۸) بھرا اُسے جو لاغرور نخوت تن بھی ہے

(۱۹) بے کسی کا شک جو چارہ گیا

(۲۰) زینبؑ نے کہا بی بیو لو مر گئے بھائی

(۲۱) کہتی تھی رو کے زینبؑ یہ رن میں ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ

(۲۲) چہلم ہے آج سرور عالی مقام کا

(۲۳) قبر میں خاک شفا پھولوں کی چادر باہر

(۲۴) عمر سے کہتا تھا حر کہ سایہ طوبیٰ ملا مجھ کو

اختر حسین، اختر لکھنوی

زندگی کا کوئی بھی عالم رہے
بس حسین ابن علی کا غم رہے

واقعات کربلا سننے کے بعد
آنکھ ہے وہ آنکھ جو پرنم رہے

مل گئی ان کو حیات دائمی
سر در مولا پہ جن کے خم رہے

مجو حسین ابن علی ہے کون جو
قتل ہو اور فاتح اعظم رہے

عمر بھر روئیں گے ہم مظلوم پہ
ہے کوئی برہم تو وہ برہم رہے

رو دیے اختر زمین و آسماں
کربلا والوں پہ اتنے غم رہے

maablib.org

امتیاز حسین، ادیب لکھنوی

شہیدِ کرب و بلا کو حسینؑ کہتے ہیں
رفیقِ راہِ خدا کو حسینؑ کہتے ہیں

کمالِ صبر و تحمل نے کر دیا ثابت
جوابِ جور و جفا کو حسینؑ کہتے ہیں

جو گونجتی رہی آدمؑ سے تا رسولؐ اللہ
اُسی صدائے خدا کو حسینؑ کہتے ہیں

بلند ہوتی ہے اب بھی جو یہ اذاں کی صدا
اسی اذاں کی صدا کو حسینؑ کہتے ہیں

بقولِ احمدِ مرسلؐ بحکمِ ربِّ عظیم
امیرِ روزِ جزا کو حسینؑ کہتے ہیں

جہاں پہ بندے سے معبود ہوگیا راضی
اُسی مقامِ رضا کو حسینؑ کہتے ہیں

رسولِ حق کو بہت کچھ عطا ہوا لیکن
اہم ترین عطا کو حسینؑ کہتے ہیں

یہ امتیاز کا دعویٰ ہے فخر و ناز کے ساتھ
کہ سیّد الشہداءؑ کو حسینؑ کہتے ہیں

maablib.org

سید حسین، ناصر اقبر لکھنوی

پسِ حجابِ نظر ساعتوں میں تُو ہے ابھی
یہی سبب ہے کہ جینے کی آرزو ہے ابھی

ابھی کچھ اور ضرورت ہمارے خون کی ہے
کہ یہ قبائے زمیں لائقِ رفو ہے ابھی

غمِ حسینؑ میں رہتا ہے ہم سفر میرا
خدا کا شکر کہ زندہ مرا لہو ہے ابھی

دیارِ عصر سے آگے بھی ہے ہمارا جہاد
یہاں تو معرکۂ خنجر و گلو ہے ابھی

سبیلِ خلد ٹھہر جا کہ بادشاہِ عطش
ہجومِ اشک سے مصروفِ گفتگو ہے ابھی

ابھی کہاں کوئی آہٹ وجودِ کُن بھی نہیں
بس ایک ذات جسے تیری جستجو ہے ابھی

یہاں حسینؑ کا دشمن پنپ نہیں سکتا
سبب یہی ہے کہ زندہ یہ لکھنؤ ہے ابھی

فجر بنے گا لہو کا خراج ملنے دو
یہ ایک اشک مرا مائلِ نمو ہے ابھی

maablib.org

علی مرزا، انقلابی لکھنوی

دین کے سلطان ہیں شبیر و شبر آج بھی
سر جھکاتا ہے زمانہ ان کے در پہ آج بھی

جس کے در سے چھوڑ دی قیصر نے اونٹوں کی مہار
موج زن ہے وہ سخاوت کا سمندر آج بھی

روزِ عاشورا وفا کی لاج رکھی اس طرح
مہر ہے عباس کی نامِ وفا پہ آج بھی

کربلا والوں کے غم میں کس طرح رخنہ پڑے
سوچتا رہتا ہے یہ ہر بانیِ شر آج بھی

maablib.org

سن نہیں سکتے حسین ابن علی کے ذکر کو
چوٹ پڑتی ہے یزیدیوں کے دل پہ آج بھی

انقلابی اب ستتر سال کی منزل میں ہے
دشمنانِ حق سے لے لیتا ہے ٹکر آج بھی

maablib.org

مرزا سجاد حسین، انور لکھنوی

اے حریفِ غم یہ کیسا احتسابِ کربلا
آنسوؤں کی روشنی میں پڑھ کتابِ کربلا

پیچھے پیچھے چل رہی ہے شوخیِ حسنِ بشر
کھل رہا ہے ایک اک بندِ نقابِ کربلا

یہ کوئی افسانۂ حالاتِ ہنگامی نہیں
سوچ کر لایا گیا ہے انقلابِ کربلا

اہلِ عالم آؤ میری چشمِ گریاں سے پیو
عام کر دی میں نے تقسیمِ شرابِ کربلا

یاں نصب فرش سے لے کر فرازِ عرش تک
دے رہے ہیں ضو تجھ آفتاب کربلا

مولانا سید باقر باقری

آل و قرآں کی نظر آتی ہے توقیریں دو
ہیں مگر اصل میں اک نور کی تنویریں دو

آئینے حسن پدر کے ہیں حسن اور حسین
ہو بہو حیدر صفدر کی ہیں تصویریں دو

گنبد چرخ نے دہرائی اذان اکبر
ایک تکبیر جو گونجی، ہوئیں تکبیریں دو

سید خلد بھی ہیں، شاہ شہیداں بھی ہیں
مل گئیں قصر امامت سے یہ توقیریں دو

قصرِ فردوسِ بریں، روضۂ پُرنور زمیں
بے وطن سے ہوئیں آباد یہ تعمیریں دو

تھا جو ہمشیر کا خطبہ تو پدر کا لہجہ
اِک خطابت میں سمٹ آئی تھیں تقریریں دو

اِنتہا ظلم کی اور صبر امامت کا کمال
صفحۂ دشت پہ کھینچی گئیں تصویریں دو

مجرمِ حق بھی ہے شبیر کا مجرم باقرؔ!
ایک تقصیر کی صورت میں ہیں تقصیریں دو

سید ہادی حسین، بشر رضوی

یہ امتحاں ہے دلِ دردِ آشنا کے لیے
قصیدہ کہنا ہے مظلومِ کربلا کے لیے

کہاں سے لائیے لطف و نشاط کے مضمون
کہ سارا ذکر ہی مخصوص ہے عزا کے لیے

ہمارے سامنے آتا ہے جب بھی نامِ حسینؑ
تڑپنے لگتا ہے دل شیون و بکا کے لیے

وہ ارضِ پاک جہاں دفن ہیں امامِ حسینؑ
طواف جس کا وظیفہ ہے انبیاؑ کے لیے

اسی کی خاک سے پتلا بنا تھا آدم کا
یہ وجۂ سجدہ بنی تھی ملائکہ کے لیے

بیان کرتا چلوں کربلا کا اک منظر
جو اصلِ مدح ہے مضمونِ کربلا کے لیے

امامِ وقت کے دل میں بھی ایک حسرت تھی
تڑپتے رہتے تھے ہم شکلِ مرتضیٰ کے لیے

علی کے نورِ نظر، میرے قوتِ بازو
بس ایک بار تو بھائی کہو خدا کے لیے

maablib.org

شیخ محمد مبین، بشرؔ لکھنوی

پوچھ لے جو چاہے انساں سیدِ سجادؑ سے
مشورہ کرتا ہے قرآں سیدِ سجادؑ سے

مسجدیں زندہ ہوئیں زہرا کے اکبرؑ کی اذاں
اور سجدوں میں پڑی جاں سیدِ سجادؑ سے

یہ زمیں کیا، آسماں کے راستے اس پہ کھلیں
ہاں اگر پوچھے مسلماں سیدِ سجادؑ سے

مطمئن بیٹھا ہوں دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا
کہہ دیا حالِ پریشاں سیدِ سجادؑ سے

اس در دولت پہ آکر جس کا جس چاہے بشر
مانگ لے تختِ سلیماں، سیدِ سجادؑ سے

maablib.org

تنویر علی خاں، بہار لکھنوی

غمِ حسینؑ میں جو شخص اشک بار نہیں
کوئی بھی اس کی شفاعت کا ذمہ دار نہیں

درِ حسینؑ پہ جنت کی بھیک ملتی ہے
وہ حُر سے پوچھ لے جس کو بھی اعتبار نہیں

حصولِ زر کے لیے مصلحت پرست نہ بن
غمِ حسینؑ امانت ہے کاروبار نہیں

maablib.org

محمد اسلم، تاباں لکھنوی

بادشاہِ دو جہاں گھر میں مرے مہمان ہے
میرے اشکوں کا جلسہ کتنا عظیم الشان ہے

میں غلامِ پنج تن ہوں، ہاتھ میرے دیکھیے
ایک میں دامن علی کا، ایک میں قرآن ہے

بات تو جب ہے حسینؑ ابن علی اپنا کہیں
ہم حسینی ہیں یہ کہہ دینا بہت آسان ہے

جس کو جنت کی تمنا ہو چلے وہ کربلا
کربلا سے خلد کا رستا بہت آسان ہے

سید توقیر حیدر توقیر نقوی جائسی

اُسی بشر کی عبادت میں تاب نا کی ہے
درِ حسینؑ پہ جس کی جبیں جھکا کی ہے

ہمارے گھر میں عزا کے چراغ روشن ہیں
یہ روشنی ہمیں شبیرؑ نے عطا کی ہے

کسی مفسرِ دوراں کے بس کی بات نہیں
ان آنسوؤں نے جو تفسیر کربلا کی ہے

غمِ حسینؑ سلامت رہے زمانے میں
تمام عمر یہ توقیر نے دُعا کی ہے

سید محمد جابر، جاؔبر جوراسی

کون سی غم کی بلا بہرِ دلِ زار نہ تھی
صبر عابدؑ کو مگر عادتِ اظہار نہ تھی

گوہرِ اشکِ عزا جب سرِ محشر پہنچے
بے بہا شے کوئی ایسی سرِ بازار نہ تھی

چشمِ مجروح و دلِ زار پہ بارِ آلام
راہ میں کون سی منزل تھی جو دشوار نہ تھی

یہ سمجھتی تھی کہ سجادؑ میں شبیرؑ کے لال
طاقتِ جور جو بیعت کی طلبگار نہ تھی

سید احمد سجاد عابدی لکھنوی

سوال بیعت فاسق ہوا جو سر وز سے
جواب دے دیا شہ نے نہیں کی ٹھوکر سے

جہاں یزید نے بیعت کا خواب دیکھا تھا
یزیدیت کا جنازہ اٹھا اسی گھر سے

☆

صدف میں آنکھ کے اشک عزا کا گوہر ہے
غم حسین کی دولت سے دل تونگر ہے

جو اس میں ڈوب گیا پا گیا حیات دوام
غم حسین کا آنسو عجب سمندر ہے

حصارِ زیست ہے عباسؑ کا خطِ شمشیر
قدم بڑھائے وہی جس کو جان دوبھر ہے

بسی ہے اس میں گلِ بُو تراب کی خوشبو
یہ ارضِ کرب و بلا جنتوں سے بہتر ہے

ہر ایک نقشِ قدم ضوفشاں ہے مثلِ چراغ
حسینؑ جادۂ حق آپ سے منور ہے

maablib.org

مولانا سید علی ناصر سعید موسوی عبقاتی (آغا روحی)

نوکِ سناں پہ نامِ خدا ساتھ لے گیا
وہ کربلا سے اپنی صدا ساتھ لے گیا

بیمار تھا سفر میں دوا ساتھ لے گیا
میں قبر میں بھی خاکِ شفا ساتھ لے گیا

تیرِ ستم کی بات پہ مقتل مہک اٹھا
کیا پھول تھا جو اپنی ادا ساتھ لے گیا

قدموں میں تھی فرات مگر تشنہ لب تھا وہ
جو موج موج عکسِ وفا ساتھ لے گیا

جس نے کیا تھا روح کے زخموں کو مندمل
تن پہ جراحتوں کی قبا ساتھ لے گیا

یہ بات سچ ہے، عصر کا منظر گزر گیا
بھائی کا سر بہن کی ردا ساتھ لے گیا

maablib.org

واجد حسین، شہرت لکھنوی

جس کی جبیں حسینؑ ترے در سے مل گئی
راہِ نجات اُس کو مقدر سے مل گئی

سر اپنا حُر نے پائے شہِ دیں پہ رکھ دیا
اِک موج تھی جو جا کے سمندر سے مل گئی

عباسؑ تا مدینہ کے پرچم کی روشنی
اتنی بڑھی کہ مہرِ منور سے مل گئی

کتنا تھا دل میں حوصلۂ نصرتِ حسینؑ
یہ روشنی تبسمِ اصغرؑ سے مل گئی

شہرت ہمیں بہاؔل کی صورت خدا گواہ
عزت ثنائے آلِ پیمبرؐ سے مل گئی

سید محمد طاہر حسین جعفری لکھنوی

بھائی نہ حُر کو صاحبِ جاگیر کی نماز
اس کو پسند آئی تھی شبیرؑ کی نماز

سجدوں سے اپنے شہؑ نے بچایا نماز کو
اسلام کی حیات ہے شبیرؑ کی نماز

اُس کربلا کی دھوپ میں بارانِ تیز میں
تھی یادگار وارثِ تطہیر کی نماز

اسلام کی بقا کے لیے دے کر اپنا سَر
مولاؑ نے اپنے خون سے تعمیر کی نماز

معبود تیری بندہ نوازی سے کیا بعید
مقبول ہو جو صاحب تطہیر کی نماز

فکر کے ما سوا اسے ظاہر نہ کچھ کہو
ضامن نہ ہو جو مقصد شبیرؑ کی نماز

عرفان احمد صدیقی

حشر برپا تھا کہ سبطِ مصطفےٰؐ مارا گیا
بے وطن جنگل میں بے جرم و خطا مارا گیا

چشمۂ خوں سے بجھا کے لشکرِ اعدا کی پیاس
بادشاہِ کشورِ صبر و رضا مارا گیا

برگِ گل سے کون سا خطرہ کماں داروں کو تھا
پھول کی گردن میں کیوں تیرِ جفا مارا گیا

گونج کر گم ہوگئی صحرا میں اکبرؑ کی اذاں
اُڑتے اُڑتے طائرِ صوت و صدا مارا گیا

کیسے کیسے سر فروش اس مہرباں کے ساتھ تھے
ایک اک آخر سرِ راہِ وفا مارا گیا

تم نکل کر کس کا استقبال کرنے آئے ہو
شہر والو! دشت میں وہ قافلہ مارا گیا

چھٹ گیا آشفتگاں کے ہاتھ سے دامانِ صبر
سینۂ صد چاک پہ دستِ دعا مارا گیا

پردۂ خیمہ تک آنے ہی کو تھی موجِ فرات
ناگہاں سقائے بیتِ مرتضیٰ مارا گیا

زندہ ہم سب نوحہ گر بس یہ خبر سننے کو ہیں
لٹ گئے رہزن گروہ اشقیا مارا گیا

سید مسعود حسن رضوی، عرفیؔ لکھنوی

آ گئے شبیر سر کوبیِ خنجر کے لیے
اب کوئی خطرہ نہیں اسلام کے سر کے لیے

صلحِ شبر جنگِ سرورؑ سے جدا کرتے ہو کیوں
ہوتا ہے پس منظرِ تصویر منظر کے لیے

ہے دلِ گر میں اگر آئینہ بننے کی تڑپ
کام یہ مشکل نہیں ہے آئینہ گر کے لیے

گوہرِ اشکِ عزا کا اجر لامحدود ہے
وہ رہا گھاٹے میں جس نے دام طے کر کے لیے

سنگِ اسود کی قسم کھا کے یہ بولی شامِ غم
پھر شہادت کی گھڑی آتی ہے پتھر کے لیے

دے گئی ہر دور کے مجرم کو اسلامی سزا
وہ عدالت جو لگی تھی برف دن بھر کے لیے

جس جگہ قرآں میں ہے نورِ نفس کا تذکرہ
دل یہ کہتا ہے کہ وہ آیت ہے اصغرؑ کے لیے

کر کے غم شب بھر طوافِ خانۂ عشقِ خدا
جائزہ لیتا رہا دیوار کا در کے لیے

لوگ کہتے ہیں عزا خانہ غمِ شبیرؑ کا
اس سے اچھا نام کیا ہوگا مرے گھر کے لیے

maablib.org

سید حسین، عزم لکھنوی

شبیہِ کربلا کا غم زمیں سے آسماں تک ہے
یہ ماتم، وہ جہاں کیا؟ وسعتِ کون و مکاں تک ہے

علی کو کوئی تو سرتاج دیں کوئی خدا سمجھا
وہاں تک دیکھتا ہے وہ نظر جس کی جہاں تک ہے

رضائے جنگ لے کے شہ سے حُر کہتا چلا رن کو
مجھے اب دیکھنا ہے ظلمتِ باطل کہاں تک ہے

کیا عباس نے شمعِ وفا کو اس طرح روشن
کہ جس کا نور ارضِ کربلا سے لامکاں تک ہے

زمینِ کربلا وہ امتحاں گاہِ حقیقت ہے

کہ جس کا ممتحن، اے عزمِ زینبؑ دو جہاں تک ہے

maablib.org

سید کاظم حسین، عشرت لکھنوی

اٹھارہ برس کے علی اکبر کا جنازہ
شہ لاتے ہیں ہم شکل پیمبر کا جنازہ

خیمے میں علم آیا ہے کہرام ہے برپا
دریا پہ ہے عباس دلاور کا جنازہ

اس درجہ سکینہ سے تھا شرمندہ علم دار
شہ لا نہ سکے اپنے برادر کا جنازہ

پامال ہوا دشت میں گھوڑوں کے سموں سے
کس طرح اُٹھے قاسم مضطر کا جنازہ

اصغر کی طرف دیکھ کے کہتی تھیں سکینہ
کن آنکھوں سے دیکھوں میں گلِ تر کا جنازہ

پڑ جائیں نہ یارب کہیں زینب کی نگاہیں
تیروں پہ ہے رکھا ہوا سرور کا جنازہ

بانو نے کہا تیر ہیں پیوست بدن میں
ڈیرے سے اٹھاؤ مرے شوہر کا جنازہ

زینب نے کہا چھن گئی سر سے مرے چادر!
تاریکیِ شب میں اٹھا مادر کا جنازہ

اس بھائی سے زنداں کی مصیبت کوئی پوچھے
جس بھائی کے ہاتھوں پہ ہے خواہر کا جنازہ

maablib.org

صفیر حسن فراز لکھنوی

اے شہید راہِ حق تجھ پہ سلامِ زندگی
موت کو بھی دے دیا تو نے پیامِ زندگی

پی رہا ہے آج بھی تیری ہتھیلیوں سے بشر
چھین لی موت سے گھبرا کے جامِ زندگی

جو بخنجر مرتبہ لکھا گیا ہے خون سے
سر زمینِ کربلا پہ وہ ہے نامِ زندگی

ہاں مری ماں کی دعائیں تھیں یہی شام و سحر
ماتمِ شبیر پہ ہو اختتامِ زندگی

☆

خاک پر بیٹھی ہوئی ہیں سیدۂ عاشور کو
بن گئی جلتی زمیں فرشِ عزا عاشور کو
جب طلب فرمائیں آقا ان کی مرضی ہے فرازؔ
یہ تمنا ہے کہ پہنچوں کربلا عاشور کو

maablib.org

سید صغیر حسین، فروغ کاظمی

سر دیا شبیرؑ نے مرضیٔ داور کے لیے
آئینہ ٹوٹا ہے لیکن آئینہ گر کے لیے

قطرہ قطرہ تاجدارِ کربلا کے خون کا
بن گیا تاجِ بقا اسلام کے سر کے لیے

اس کا رونا سیرتِ شبیرِ اسلام ہے
اپنے غم کو بھول کے روئے جو سرورؑ کے لیے

تشنگی میں کارِ حق میں جنگ کے میدان میں
ناصرانِ شاہ نے چھوڑے برابر کے لیے

نقشِ پائے حضرتِ شبیرؑ پر رکھ دو جبیں
ایک ہی سجدہ ہے کافی زندگی بھر کے لیے

فخر یوسفؑ کر رہا ہے دیکھ کر جنگِ حبیب
پھر پلٹ آئی جوانی اک شمر کے لیے

کیا خبر بنتِ شبیرؑ نے بنامِ کربلا
اپنے خالق سے دعا مانگی ہو دختر کے لیے

اے مرے مظلوم آقا تیرے غم کا شکریہ
کتنے کوثر ہیں مری آنکھوں میں کوثر کے لیے

اس کی بیٹی کو ملا ہے قید خانہ شام کا
جو تھا وجہِ منزلت فلک کے گھر کے لیے

بنتِ محبوبِ خدا تشریف لاتی ہیں فروغ
مجلسِ شبیرؑ میں اشکوں کے گوہر کے لیے

maablib.org

سید قمر امام رضوی لکھنوی

کوثر کا جام ساقیِ کوثر سے مانگنا!
جیسے کہ ایک بوند سمندر سے مانگنا

ہے اصل میں حسینؑ کے قبضے میں کائنات
جو مانگنا وہ سبطِ پیمبرؐ سے مانگنا

اے آفتاب ہونے لگے جب تجھے زوال
جا کر عروج حُر کے مقدر سے مانگنا

maablib.org

سید عبدالحسین کلیم نقوی

نقش ہے دونوں طرف یہ سکۂ تقدیر پہ
عزت و توقیر ملتی ہے در شبیر پہ

جب بھی اُڑتی ہے کہیں تحریک اصلاح عزا
کاٹ دیتی ہے عزائے شاہ کی شمشیر پہ

مدح سے اوراق صدیوں کے بھرے لیکن رہا
شکوۂ کوتاہی داماں لب تحریر پہ

کربلا کو خون دے کر ناصران شاہ نے
مہر نصرت ثبت کی ہے ماتم زنجیر پہ

مرزا کوثر آغا دبیری لکھنوی

ہیں راہِ صبر میں تو شاہِ کربلا زینبؑ
جلال و غیظ میں ہیں شیرِ کبریا زینبؑ

زمانہ آپ کو کہتا ہے ثانیِ زہراؑ
بجا ہے آپ کو یہ حق ہے مرتبہ زینبؑ

جنابِ فاطمہ زہراؑ کی آپ بیٹی ہیں
انھیں کا جیسا ہے کردار آپ کا زینبؑ

غمِ حسینؑ میں آنسو بہا کے دُنیا کو
بتایا آپ نے جنت کا راستا زینبؑ

دل سے آپ کے نوکر کی یہ تمنا ہے
زباں پہ اس کے رہے آپ کی ثنا نخب

ڈاکٹر سید تقی حسین خاں، گوہر لکھنوی

وجودِ آدمی مانا کمالِ خلقت ہے
غمِ حسین سے معراجِ آدمیت ہے

یزید، ظلم، عداوت، نفاق و بدعت ہے
حسین دین ہے، اسلام ہے، شریعت ہے

علی کا چاہنے والا کھلی حقیقت ہے
گواہ میثم تمار کی محبت ہے

یزید آج بھی جنگ آزما ہے ایماں سے
حسین آج بھی ہم کو تری ضرورت ہے

میں دار پر بھی کہے جاؤں گا یہی گوہرؔ
مجھے تو پنجتن پاک سے محبت ہے

maablib.org

مشتاق حسین، مشتاق لکھنوی

کُن فکاں گیر ترے عزم کی حد ہے زینبؑ
تیرے افکار کی سرحد پہ اَبد ہے زینبؑ

لا الٰہ تیرے تحفظ میں پسِ قتلِ حسینؑ
صورتِ نادِ علیؑ حق کی مدد ہے زینبؑ

میری نظروں میں ہے تحقیق طلب اس کا نسب
وہ مسلمان جسے تجھ سے خند ہے زینبؑ

شیر دل، شیر نظر، شیر جگر، شیر وقار
اسد اللہ کی بیٹی ہے اسد ہے زینبؑ

ہم حسینی ہیں، پسندیدۂ حق ہیں ہم لوگ
تیری بخشی ہوئی مجلس کی سند ہے زینبؑ

وضع کی تھی جو اُمیہ نے برائے اسلام
اس سیاست کے ہر اِک حرف کی رد ہے زینبؑ

وہ جو ہے دونوں جہانوں کی عبادت سے گراں
تیری تقریر اسی وار کا قد ہے زینبؑ

کاروانِ غم شہ کا یہ صدا ہے مشتاق
حشر تک رہبر عقل و خرد ہے زینبؑ

maablib.org

سید موسیٰ رضا، نقوی لکھنوی

حضرتِ عباسؑ کی کیسی نرالی شان ہے
فاطمہؑ کا لاڈلا ہے، مرتضیٰؑ کی جان ہے

گود میں بھائی کو لے کر یہ کہا شبیرؑ نے
اب کوئی مشکل نہیں ہے، کربلا آسان ہے

جس پہ تو لے جائیں گے تا حشر سب اہلِ وفا
حضرتِ عباسؑ کا کردار وہ میزان ہے

آگے آگے ہے علم اور پیچھے پیچھے تعزیہ
یہ جلوس حضرت شبیرؑ کی پہچان ہے

تین دن کی تشنگی میں نہر کو ٹھکرا دیا
یہ جگر عباسؑ کا ہے، یہ وفا کی شان ہے

حضرتِ عباسؑ کی مدحت کا یہ بھی ہے کرم
زندگی موسیٰ رضا نقوی کی عالی شان ہے

maablib.org

سید محمد علی زیدی، واثق لکھنوی

مدح شہؑ میں کچھ مضامیں گر ادا ہو جائیں گے
مرتبے تیرے پھر اے ذہن رسا ہو جائیں گے

رائیگاں کیا جائیں گے اشکِ غمِ سبطِ رسولؐ
کشتِ ایماں کے لیے وجہ بقا ہو جائیں گے

قدر سے رومال پر رکھیں گی جس دم فاطمہؑ
مومنوں کے اشک دُرِّ بے بہا ہو جائیں گے

اکبرؑ مہ رو کی صورت دیکھ کر کہتے تھے شاہ
یہ جواں ہو کر شبیہ مصطفےؐ ہو جائیں گے

اب نہ روؤ اے سکینہ کہتی تھی زنداں میں ماں
پاس بابا کے چلیں گے جب رہا ہو جائیں گے

قبر میں دن ہوگا واضح، کیا شب ظلمت کا خوف
جلوہ فرما جب علی مرتضیٰ ہو جائیں گے

maablib.org

سید یاور حسین، یاور لکھنوی

نظر جب پھیر لی پیاسے نے دریا کی روانی سے
تو دُنیا کانپ اُٹھی مظلوم کی تشنہ دہانی سے

حبیب انگڑائیاں لیتے ہوئے جاتے ہیں میداں میں
اَجل کے بھیس میں ٹکرائے گی پیری جوانی سے

نہ ساحل سے غرض عباس کو تھی اور نہ دریا سے
دکھانا تھا، الگ رہتے ہیں قبضہ کر کے پانی سے

الٰہی رحم کرنا اُمّ لیلیٰ کی ضعیفی پر
نگاہیں موت کی لڑتی ہیں اکبرؑ کی جوانی سے

عجب تحریر تھی لکھی ہوئی تعویذ قاسم پہ
لپٹ کر خوب روئے شاہ بھائی کی نشانی سے

فرشتے ڈھونڈتے پھرتے ہیں جنت میں تجھے یاور
ملا یہ فیض شاہِ کربلا کی مدح خوانی سے

maablib.org

سید محمد یوسف نقوی سرسوی

پھر ماتمِ سرورؑ کا اُٹھا شور جہاں میں
اے شعلۂ غم آگ لگا دے دل و جاں میں

احساس میں پھر درد کی شمعیں ہوئیں روشن
غم خانۂ دل ڈوب چلا آہ و فغاں میں

اظہار کی طاقت نہیں الفاظ و بیاں میں
ذکرِ غمِ شبیرؑ ہو اشکوں کی زباں میں

تا تجھ پہ کھلے رفعتِ خاکِ درِ شبیرؑ
آ بیٹھ ذرا حلقۂ صاحب نظراں میں

غم شاہ کا محدود نہیں جن و بشر تک
شامل ہیں ملائکہ بھی صفِ غم زدگاں میں

یہ موجِ نسیمِ غمِ سرورؑ کی عطا ہے
اک یہ جو روانی ہے مری طبع رواں میں

چلتی ہے جو مجلس میں ہوائے غمِ سرورؑ
محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہیں باغِ جناں میں

تھی لہجۂ اکبرؑ سے عیاں شوکتِ اسلام
تھا جلوۂ ایماں ضیا بار اذاں میں

"ھل من" کی صدا سن کے ہمکنے لگا بے شیر
کیا شوقِ شہادت تھا دلِ تشنہ دہاں میں

ناوک جو پڑا مشک پہ یاد آئی سکینہؑ
اشک آگئے عباسؑ کی چشمِ نگراں میں

کرتے رہو ماتم شہِ ابرار کا یوسف
کیا دم کا بھروسا ہے جہانِ گزراں میں

ادھر خشک ہے فاطمہؑ کی زراعت وہ کھیتوں میں آب رواں کھینچتے ہیں
عجب حال ہے دختر فاطمہؑ کا ردا سر سے ایذا رساں کھینچتے ہیں

بطور تبرک

فخر لکھنؤ

خدائے سخن میر ببر علی انیسؔ

کے

مختصر سلام بحضور امام عالی مقامؑ

جو اپنی آفاقیت اور روامیت کے سبب

عصر حاضر کا

شاہکار محسوس ہوتے ہیں

اور آئندہ زمانوں میں بھی یقیناً ایسے ہی تر و تازہ رہیں گے

اُلٹ گیا نہ فقط لکھنؤ کا اک طبقہ انیس ملک سخن میں بھی انقلاب آیا

استدعائے فاتحہ برائے مادر و خواہر محترم محمد جابر علی نیازی صاحب

(اسسٹنٹ ڈائریکٹر زرعی ترقیاتی بنک اوکاڑا)

☆

سلامی کی حسرت کا چارا نہیں امامِ زماں آشکارا نہیں
غمِ شاہ سے گلشنِ دہر میں گریبان کس گُل کا پارہ نہیں
کبھی آہ کی رکھ کے سینے پہ ہاتھ ولا درد کا اپنے چارہ نہیں
ندا دی کبھی رو کے سُوئے فلک ستارے ہیں سب وہ ستارہ نہیں
پکارے کبھی لے اکبرؑ کا نام مری جان روٹھو خدارا نہیں
ہوئے قتل اکبرؑ تو دل نے کہا حسینؑ اب تحمل گوارا نہیں
سکینہؑ پکاری بندھا جب گلا اخی! اب تحمل گوارا نہیں
وہ بولے بندھے ہیں مرے ہاتھ بھی بہن کیا کریں بس ہمارا نہیں
گرے شہؑ تو دیکھا زمیں صاف ہے کہیں خار و خس آشکارا نہیں
کہا دل سے کس نے یہ جھاڑا مکاں کوئی دوست باقی ہمارا نہیں
ندا آئی واری تردّد ہے کیا کہیں ماں کو تم سے کنارا نہیں
ہزاروں جراحت ہیں اور اِک بدن کوئی عضو ثابت تمہارا نہیں
غضب تھا جو ان زخموں میں چبھتے خار ترا بال بیکا گوارا نہیں

☆

سلامی کہتے ہیں اعدا رُلاؤ زینبؑ کو — سرِ حسینؑ سناں پر دکھاؤ زینبؑ کو
جلا کے خاک کرو جلا خیمہ ہائے حسینؑ — برہنہ سر سرِاُشتر بٹھاؤ زینبؑ کو
نہ نکلے دخترِ زہراؑ جو خیمہ سے باہر — پکڑ کے ہاتھ بھی کھینچ لاؤ زینبؑ کو
ہمارا نام لو بیٹوں کو گر وہ روتی ہے — اُٹھا بٹھاؤ اگر غش میں پاؤ زینبؑ کو
جو بنتِ فاطمہؑ کو ڈھونڈیں لوٹنے والے — تمہیں یہ چاہیے اس دم بچاؤ زینبؑ کو
صدائے فاطمہؑ آئی کہ اے مرے شبیرؑ — تڑپ رہی ہے گلے سے لگاؤ زینبؑ کو
کہا یزید سے جب شمر نے سرِ دربار — کدھر ہے دخترِ زہراؑ دکھاؤ زینبؑ کو
چھپا کے ہاتھوں سے منہ کو یہ بولی شہؑ کی بہن — خدا کے واسطے لوگو چھپاؤ زینبؑ کو
انیسؔ اہلِ حرم میں بپا ہوا محشر! — کہا جو حاکمِ ظالم نے لاؤ زینبؑ کو

maablib.org

☆

شبیہ امامِ زماں کھینچتے ہیں تصور میں تصویرِ جاں کھینچتے ہیں
جگہ مول لے لی ہزاروں کی خاطر شہِ دیں زمیں پہ نشاں کھینچتے ہیں
قریں سر سے ہے آفتابِ قیامت لحد پہ عبث سائباں کھینچتے ہیں
ادھر خشک ہے فاطمہ کی زراعت وہ کھیتوں میں آبِ رواں کھینچتے ہیں
عجب حال ہے دخترِ فاطمہ کا ردا سر سے ایذا رساں کھینچتے ہیں
جب غم کی شدت سے کہتے تھے عابد عجب سختیاں استخواں کھینچتے ہیں
کہاں بیڑیاں اور کہاں پائے عابد یہ لنگر کہیں ناتواں کھینچتے ہیں
کٹی جاتی ہیں گردنیں بیبیوں کی رسن کو جو ایذا رساں کھینچتے ہیں
یہ عالم ہے فرقت میں کہتی تھی صغرا کہ رگ رگ سے جس طرح جاں کھینچتے ہیں
کہاں رو کے اکبر نے اے دردِ تھم جا کہ سینے سے بابا سناں کھینچتے ہیں
انیس اس زمیں میں بہت کم ہے وسعت عبث قلم کی عناں کھینچتے ہیں

☆

رنج دنیا سے کبھی چشم اپنی نم رکھتے نہیں
بجز غم آلِ عباؑ ہم اور غم رکھتے نہیں

کربلا پہنچے، زیارت کی، ہمیں پروا نہیں
اب ارم بھی ہاتھ آئے تو قدم رکھتے نہیں

کہتے تھے اعدا کہ بچے بھی علیؑ کے شیر ہیں
جب بڑھاتے ہیں تو پھر پیچھے قدم رکھتے نہیں

کہتے تھے سجادؑ، کھنچ سکتی نہ تھیں جب بیڑیاں
کیا کروں اس بوجھ کی طاقت قدم رکھتے نہیں

کہتی تھیں رانڈیں کے لوٹو گے آ کر ظالمو!
سیم و زور شمر کے اہلِ حرم رکھتے نہیں

یہ مکاں محبوبِ حق کا ہے نہ آتا اس طرف
بے اجازت یاں ملائک بھی قدم رکھتے نہیں

چادریں جب چھنی رانڈوں کی تو عابدؑ نے کہا
کچھ حیا اور شرم یہ اہلِ ستم رکھتے نہیں

مرثیہ اِک دن میں کیا سب کہہ کے اُٹھو گے انیسؔ
ہاتھ سے کیوں آج قرطاس و قلم رکھتے نہیں

maablib.org

☆

گزر گئے تھے کئی دن کہ گھر میں آب نہ تھا
مگر حسینؑ سے صابر کو اضطراب نہ تھا

اگر بہشت میں ہوتے نہ کوثر و تسنیم
تو رونے والوں کی آنکھوں کا کچھ جواب نہ تھا

فشار سے جو بچا میں ہُوا زمیں کو عجب
صدا یہ قبر نے دی حکمِ بو ترابؑ نہ تھا

حسینؑ اور طلب آب، اے معاذ اللہ!
تمام کرتے تھے حُجت سوالِ آب نہ تھا

فقط حسینؑ کے بچوں پہ بند تھا پانی
بہت قریب تھی وہ نہر قحطِ آب نہ تھا

یزید تخت پہ تھا اور تلے حسینؑ کا سر
اُلٹ گیا تھا زمانہ یہ انقلاب نہ تھا

برہنہ اونٹ پہ سیدانیاں تھیں بلوے میں
وہ دیکھتے تھے تماشا جنھیں حجاب نہ تھا

maablib.org

☆

آب خنجر سے گلا جب شاہ کا تر ہو گیا
پانی پانی اے سلامی غم سے کوثر ہو گیا

نہر پہ جب قتل عباسؑ دلاور ہو گیا
رو کے شہ چلائے میں اب بے پردار ہو گیا

حلق پہ بے آب خنجر پھیر کر کہتا تھا شمر
کیوں حسینؑ ابن علیؑ اب تو گلا تر ہو گیا

کہتی تھی بانو مری قسمت کی گردش دیکھنا
گھٹنیوں چلنے نہ پایا، قتل اصغر ہو گیا

دیکھ کر خیمے کی جانب رو دیا عباسؑ نے
مشک میں پیوست جب تیر ستم گر ہو گیا

پوچھتی تھی راہ گیروں سے سکینہؑ شام میں
کربلا میں دفن فرزندِ حسینؑ ہوگیا

تیر اصغرؑ کو لگا کر بولا شہؑ سے حرملہ
دور اب تو دل سے سرورؑ داغِ اکبرؑ ہوگیا

شہؑ نے فرمایا رضائے حق پہ راضی ہے حسینؑ
زخم کا اکبرؑ کے مرہم داغِ اصغرؑ ہوگیا

دیکھ کر گود اپنی خالی سب سے بانوؑ کہتی تھیں
صاحبو! اس دشت میں گم میرا دلبر ہوگیا

جو ہوا بیمار اندوہِ شہِؑ دیں سے انیسؔ
اوجِ اصحابِ مسیح اس کو میسر ہوگیا

maablib.org

☆

سلامی درِ شہ پہ گر جائیں گے
تو سب کام بگڑے سنور جائیں گے

ہر اک آن یاں زندگی موت ہے
جئیں گے تو وہ جا کے مر جائیں گے

کہا شہ نے اکبر سے ٹھہرو جو تم
تو ہم بھی کوئی دم ٹھہر جائیں گے

تمہارا سہارا ہے ہم کو فقط
جو چھوڑو گے تنہا تو مر جائیں گے

پہن کر کہا شہ نے رخت کہن
یہ کپڑے بھی تن سے اتر جائیں گے

حرم سے شب قتل کہتے تھے شاہ
دمِ صبح ہم کوچ کر جائیں گے

عدو رنج دیتے تو کہتے تھے شاہ
ہم اب پھر کے یہاں سے نہ گھر جائیں گے

ملے گی قیامت کو اس خوں کی داد
فدک یہ نہیں جو مکر جائیں گے

maablib.org

☆

واجب الرحم تھے زنداں کے سزاوار نہ تھے
نُجرئِ اہل حرم قابلِ بازار نہ تھے

"شکر ہے شکر" نکلتا تھا لہو کے بدلے
ورنہ زخمِ بدن، دیدۂ خوں بار نہ تھے

کہا صغراؔ نے فرقت نے پدر کی مارا
آگے اے صاحبو ہم ایسے تو بیمار نہ تھے

کہا زہرا نے فلک میں نے ستایا تھا کسے
میرے بچے تو اس آفت کے سزاوار نہ تھے

ہڑھیاں زخموں کی پہنے ہوئے تھے ابن حسینؑ
کیا ہوا پھولوں کے گردن میں اگر ہار نہ تھے

شہ کے ہاتھوں پہ چھری رکھ کے کہا ظالم نے
ہم نے اس طرح کے دیکھے ذرخو دار نہ تھے

اگر سچ دو جہاں کا ہوا افضال انجم
اچھے یوں ہوئیں کے جیسے کبھی بیمار نہ تھے

☆

غم شہ کا گر داغ دل پہ رہے
سلامی لحد بھی منور رہے

اک افسانہ بے کسی رہ گیا
نہ قاتل رہا اور نہ سرور رہے

پسر گو تھے نسبت کے چھوٹے بڑے
لڑائی میں دونوں برابر رہے

قیامت ہے کفار سیراب ہوں
مگر تشنہ مختار کوثر رہے

جنازہ اٹھانا ہے احباب کو
مناسب ہے گر جسم لاغر رہے

نہ کھائی برس دن بھی یاں کی ہوا
بہت کم زمانے میں اصغر رہے

کبھی لاش اٹھائی کبھی رو دیے
اسی شغل میں شاہ دن بھر رہے

نہ پھیلائیو ہاتھ ہرگز انیس
فقیری میں دل تو تونگر رہے

maablib.org

☆

سلامی تجھے اور کیا چاہیے
غمِ شہ میں ہر دم بکا چاہیے

ہوئے قتل اکبرؑ تو شہ نے کہا
ولا تجھ کو شکرِ خدا چاہیے

سرِ شہ سے زینبؑ کو آئی صدا
نہ شکوہ نہ لب پہ گلا چاہیے

سکینہؑ نے رو کر کہا شمر سے
یتیموں پہ خوفِ خدا چاہیے

دمِ قتل شہ نے کہا شمر سے
ترس مجھ پہ او حیا چاہیے

اگر کانٹا ہے گلے کو مرے
تو اِک بوند پانی دیا چاہیے

یہ فن سے زحمت سے رو کر کہا
چھپانے کو منھ کے روا چاہیے

دعا کر یہ خالق سے ہر دم انیس
مجھے اس کا فن سے بھلا چاہیے

☆

اے مجرئی ہے سب کا مقدر جدا جدا
رتبے میں ہیں گدا و تونگر جدا جدا

کہتے ہیں جمع کر کے ملک اشکِ مومنیں
شیشے میں رکھتے جاؤ یہ گوہر جدا جدا

آتے جراحتِ تنِ سرور شمار میں
ہوتے جو زخمِ نیزہ و خنجر جدا جدا

رسی میں یوں بندھے تھے اسیرانِ اہلِ بیت
ہوں جیسے ایک رشتے میں گوہر جدا جدا

کہتی تھی بانو چھاتی سے لگ جاؤ آن کر
پھرتے ہو ماں سے کیوں علی اکبر جدا جدا

فیضِ غمِ حسینؑ سے ہوتے ہیں اے انیسؔ
ہر سال ایک حال کے دفتر جُدا جُدا

☆

بھرا ہے غم سے سینہ ہمارا
سلامی بھی ہے خزینہ ہمارا

دل صاف رکھتے ہیں ہم پاک طینت
نہیں جرم رکھتا نگینہ ہمارا

پکارے نبیؐ قبر سرورؑ پہ آ کے
اسی خاک میں ہے دفینہ ہمارا

ہوئی سخت ایذا زمانے کے ہاتھوں
گرا سنگ پہ آبگینہ ہمارا

لپٹتی جو بیبی تو کہتے تھے حضرت
بس اب ساتھ چھوڑو سکینہؑ ہمارا

نہ چھاتی سے لپٹو کہ اب شمر زن میں
دبائے گا زانو سے سینہ ہمارا

چلے شہ وطن سے تو کہتے تھے سجاد
اب اس سال مشکل ہے جینا ہمارا

علی ہیں در شہر علم نبوت
شقی! دیں کا گھر ہے مدینہ ہمارا

کہا شہ نے بھائی نہ چھوڑے گا مجھ کو
وہ دولت سمجھتا ہے جینا ہمارا

☆

اُسی کا نور ہر اِک شے میں جلوہ گر دیکھا
اُسی کی شان نظر آگئی جدھر دیکھا

علیؑ کو حق نے اُتارا تو بینِ کعبے میں
کھلی جو آنکھ تو پہلے خُدا کا گھر دیکھا

بروزِ عید بھی آیا جو کوئی ملنے کو
غمِ حسینؑ میں عابدؑ کو نوحہ گر دیکھا

کہا یہ سب نے غلاموں سے کیجئے ارشاد
جو کچھ حضور نے یا شاہِ بحر و بر دیکھا

گہر فشاں ہوئے لعلِ لبِ رسولِ کریمؐ
کہ سب سے رتبۂ حیدرؑ زیادہ تر دیکھا

کہاں تک کہوں نکلا جو ہاتھ پردے سے

وہ صاف دستِ یداللہ تمام وزن دیکھا

☆

ضبط گریہ ماتمِ سرورؑ میں ہو سکتا نہیں
سر جھکا کر بیٹھ مجلس میں جو رو سکتا نہیں

رات اندھیری، پرسشِ اعمال، ایذائے فشار
قبر میں بھی چین سے انسان سو سکتا نہیں

کارِ ذاتی میں ہیں عاجز پاک بازانِ جہاں
گرد اپنے منھ کی پانی آپ دھو سکتا نہیں

کہتے تھے حضرت وہ مشرق میں کہ مغرب میں مریں
دوستوں کے ہم نہ کام آئیں یہ ہو سکتا نہیں

شاہ کہتے تھے یہ دنیا بھی ہے عبرت کی جگہ
مر گیا بیٹا جواں اور باپ رو سکتا نہیں

نظم ہے یا یا ذر شہ وار کی لڑیاں انیسؔ
جوہری بھی اس طرح موتی پرو سکتا نہیں

maablib.org

☆

لحد میں سامنے جب دفترِ حساب آیا
گناہ دیکھ کے کیا کیا مجھے حجاب آیا

رُخِ حسینؑ کبھی نے کبھی نہ دی تشبیہ
چمک کے سامنے سو بار آفتاب آیا

ورق ہیں مصحفِ ناطق کے اکبرؑ و اصغرؑ
جو بے عدیل ہے سورہ تو لاجواب آیا

عطش نے یہ دلِ سوزاں میں آگ بھڑکا دی
مگر زباں پہ نہ حرفِ سوالِ آب آیا

سرِ حسینؑ گیا شام میں جو وقتِ سحر
ہوا یہ شور کہ نیزے پہ آفتاب آیا

حسینؑ و حُر کی ملاقات تھی کہ عالمِ نور
اِدھر سے ماہ بڑھا تھا کہ آفتاب آیا

صدا یہ آئی کہ گردن اُٹھا کے دیکھو ذرا
معانقہ کے لیے مالک الرِّقاب آیا

اُلٹ گیا نہ فقط لکھنؤ کا اِک طبقہ
انیسؔ ملکِ سخن میں بھی اِنقلاب آیا

maablib.org

☆

ہوا جو عشقِ ثنائے ابو ترابؑ مجھے
خُدا نے کر دیا ذرّے سے آفتاب مجھے

تہِ زمیں نظر آتے ہیں بو ترابؑ مجھے
ملا ہے قبر کی ظلمت میں آفتاب مجھے

کبھی نہ دوں عرقِ روئے شاہؑ سے نسبت
ہزار طرح سے چھینٹے جو دے گلاب مجھے

چھلکتے جام رہیں مے کدہ رہے آباد
خُمِ غدیر کی دے ساقیا شراب مجھے

پدر کے غم میں تڑپتی ہوں کہتی تھی صغراؑ
نہ چین آتا ہے اے بی بیو نہ خواب مجھے

نقاب رُخ سے اُلٹ دیجے یا علی اکبرؑ
چمک دکھا کے جلاتا ہے آفتاب مجھے

کیے جو آ کے نکیرین نے سوال انیسؔ
بتا دیے مرے مولا نے سب جواب مجھے

☆

کوئی انیس کوئی آشنا نہیں رکھتے
کسی کی آس بغیر از خدا نہیں رکھتے

نہ روئے بیٹوں کے غم میں حسینؑ واہ رے صبر
یہ داغ ہوش بشر کے بجا نہیں رکھتے

حسینؑ کہتے تھے، سوئیں گے پاؤں پھیلا کر
سوائے قبر، کوئی اور جا نہیں رکھتے

سوائے کوثر و تسنیم و خلد و باغ بہشت
یہ اشک وہ ہیں گہر جو بہا نہیں رکھتے

مسافرو! شب اول بہت ہے تیرہ و تار
چراغ قبر ابھی سے جلا نہیں رکھتے

خدا نے آیۂ تطہیر جن کو بھیجا تھا
وہ پردہ دار سروں پہ ردا نہیں رکھتے

سکینہؑ کہتی تھی کیوں کر نہ دم گھٹے اماں
وہاں ہیں بندے جو حجرے ہوا نہیں رکھتے

فلک پہ شور تھا کٹتا ہے حلق پاک رسولؐ
حسینؑ تیغ کے نیچے گلا نہیں رکھتے

حسینؑ تیغوں کے آگے سے کس طرح ہٹتے
بڑھا کے پیچھے قدم پیشوا نہیں رکھتے

maablib.org

☆

مجرا اُسے جو لاغر و رنجور تن بھی ہے
محبوسِ طوق بھی ہے اسیرِ رسن بھی ہے

پیدل تو آگے آپ ہے اور پیچھے اونٹ پر
عریاں سر پھوپھی بھی ہے، ماں بھی، بہن بھی ہے

حلّے بہشت کے جو پہنتا تھا اس کی لاش
بے غسل بھی ہے، ہائے غضب بے کفن بھی ہے

عابدؑ نے جب کہا کہ نہ غسل و کفن ملا
بابا سا میرے کوئی غریب الوطن بھی ہے

یوں وقتِ دفن آئی سرِ شاہؑ سے صدا
بیٹا نہ روؤ خاک سے بہتر کفن بھی ہے

بولا یزید دیکھ کے دندانِ شاہِ دین
بے قدر ان کے سامنے دُرِّ عدن بھی ہے

چلائی بنتِ فاطمہؑ اس دم کہ اے شقی
کچھ تجھ کو پاسِ روحِ رسولِ زمن بھی ہے

جلدی ہٹا چھڑی کو ستم گر کہ یہ دہن
زہراؑ کا بھی علیؑ و نبیؐ کا دہن بھی ہے

مقبول ہے انیسؔ وہ جس کی زبان پر
حمدِ خدا بھی ہے صفتِ پنجتن بھی ہے

maablib.org

☆

بے کسی کا شہ کی چرچا رہ گیا
بحری مہمان پیاسا رہ گیا

گھر تک سب فون پہنچی خلد میں
صاحب لشکر اکیلا رہ گیا

تیر گردن پہ جو کھایا دھوپ میں
بھر کے ٹھنڈی سانس بچہ رہ گیا

زخم کھاتے ہی جو اکبر گر پڑے
چھد کے برچھی میں کلیجا رہ گیا

اس قدر تھا خشک حضرت کا گلا
خنجر قاتل بھی پیاسا رہ گیا

فیض تھا بے پردگی میں آل میں
ہم گنہ گاروں کا پردا رہ گیا

کور ہوتیں ان کا جلوہ دیکھ کر
شکر ہے آنکھوں کا پردا رہ گیا

جب ہوئی بے پردہ اولاد رسولؐ
پھر جہاں میں کس کا پردہ رہ گیا

کہتی تھی ماں سوئے اصغر قبر میں
ہائے خالی اس کا جھولا رہ گیا

ڈگمگا کر جب گرے گھوڑے سے شاہؑ
کانپ کر عرش معلاّ رہ گیا

سوؤ گے کب تک بس اب اٹھو انیسؔ
دن بہت غفلت میں تھوڑا رہ گیا

☆

زینبؑ نے کہا بی بیو لو مر گئے بھائی
پردیس میں برباد مجھے کر گئے بھائی

زخموں سے بدن چور نہ تن پہ سرِ اقدس
اس شکل سے تم پیشِ پیمبرؐ گئے بھائی!

کیا فاطمہؑ کا حال ہوا ہوئے گا اُس دم
جس وقت کہ تم خلد میں بے سر گئے بھائی

قاسمؑ گئے، عباسؑ گئے، عونؑ و محمدؑ
ہم راہ ترے اکبرؑ و اصغرؑ گئے بھائی

زینبؑ یہی کہتی تھی انیسؔ جگر افگار
کس ملک کو دُنیا سے سفر کر گئے بھائی

☆

کہتی تھی رو کے زینبؑ یہ رَن میں ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ
سر کٹائے پڑا ہے تو ہی میں، ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ

خون جاری رگوں سے ہوا ہے گویا دریا لہو کا بہا ہے
تیر کاری لگے ہیں بدن میں، ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ

رونے دیتے نہیں غم زدوں کو، مارتے ہیں عدو ہم سبھوں کو
بیٹیاں کیوں کر بندھے ہیں رن میں، ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ

تیرے لاشے کو کیوں کر اُٹھاؤں اپنی چادر زمیں پر بچھاؤں
خاکِ صحرا بھری ہے بدن میں، ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ

ہم کو اُمت نے کیسا ستایا قیدی حاکم کھلے سر بلایا
اور علیؑ کو رُلایا کفن میں، ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ

اے انیسؔ اب اُڑا خاک رو کر، چھپ گئی ہائے وہ شکلِ سروؔ
چاند زہراؑ کا آیا گہن میں، ہائے زہراؑ کے پیارے حسینؑ

☆

چہلم ہے آج سرورِ عالی مقام کا
عریاں ہے سر رسول علیہ السلام کا

زنداں سے چھٹ کے آئے ہیں، مقتل میں اہلِ بیت
لاشہ اٹھانے سبطِ رسولِ انامؑ کا

تیاریاں ہیں دفنِ شہیدانِ پاک کی
مرقد بنا ہے رن میں ہر اِک نیک نام کا

فضہؑ پکاری بی بیو آ کر شریک ہو
سجادؑ دفن کرتے ہیں لاشہ امامؑ کا

بھائی کے ساتھ گاڑ دو اے کاش مجھ کو بھی
تھا یہ بیان زینبؑ ناشاد کام کا

کہتی تھی بانو ملتا جو اِک جام شیر کا
دلواتی فاتحہ علی اصغر کے نام کا

یارب دُعا ہے تجھ سے یہ اس دم انیس کی
روضہ دکھا حسین علیہ السلام کا

☆

قبر میں خاک جفا پھولوں کی چادر باہر
بھری ہوئے ازرم پھیلی ہے اندر باہر

دیکھو عبرت سے ذرا گور غریباں کی طرف
استخواں قبر کے اندر ہے تو پتھر باہر

دیکھ کر شمۂ ملا کارِ حسینؑ
مہر کترا کے نکل جاتا ہے باہر باہر

کیا صفائی ہے کہ آیا نہ کبھی عکسِ غبار
شیشۂ دل سے صدا آئی کہ باہر باہر

شاعرو! قصبِ اکبر سے نہ دینا تشبیہ
ابھی جامے سے نہ ہو جائے صنوبر باہر

گھر میں حاکم کے ہے قتلِ شہِ مظلوم کا جشن
سب زن و مرد زری پوش ہیں اندر باہر

آستیں ابنِ ید اللہ نے اُلٹی دمِ جنگ
سب نے جانا کہ ہُوا میان سے خنجر باہر

گھر گئے شاہ جو نرغے میں تو عباسِ علی
باندھے ہتھیار پھرا کرتے تھے اندر باہر

شب کو بھی گھر میں ٹھہرتے تھے کہ مانندِ قمر
گردِ خیمہ کے کیا کرتے تھے چکر باہر

شاہ خیمے میں ہیں ڈیوڑھی پہ علمدارِ حسینؑ
مہر ہے برجِ شرف میں مہِ انور باہر

ہو گئی آلِ پیمبرؐ میں قیامت برپا
نکلے ہتھیار جو سج کر علی اکبرؑ باہر

غل ہوا تیغِ حسینیؑ سے شرارے جو اُٹھے
دن کو پردوں سے نکل آئے ہیں اختر باہر

منھ سے حُر کہتا تھا پانی مجھے دیتی ہیں بتول
ہاتھ جنت کے دریچے میں ہیں ساغر باہر

بے زبانوں میں مگر شہروں میں پھرتا ہے کلام
قتل کے چہرے پہ لہو خسرو خاور باہر

بے تمنائے انیس اب کے دمِ باز پسیں
مرقدِ شہ سے نہ ہووے مرا بستر باہر

☆

عمر سے کہتا تھا حُر کہ سایہ طوبیٰ ملا مجھ کو
ہُوا خواہی میں سرو باغِ زہراؑ کی یہ پھل پایا

فرس سے ہو کے زخمی خاک پر گرنے لگے جس دم
شہِ والاؑ نے دستِ فاطمہ زہراؑ بغل پایا

بڑھا جو منہ پہ اس کا سر اُتارا تیغ حیدرؑ نے
مزا آئی اسے جس کے ذرا ابرو پہ بل پایا

گیا نارِ سقر کو چھوڑ کر جنت کے گلشن کو
مقدر کی طرف سے حُر نے یہ حسنِ عمل پایا

کہا اکبرؑ نے وقتِ نزع یہ رو رو کے گردوں میں
اجل کے ہاتھ سے وقفہ نہ لیکن ایک پل پایا

کیا جب شاہ نے حملہ اجل نے آ کے میداں میں
تپاں بسمل کو بسمل پہ دمِ جنگ و جدل پایا

تڑپ کر ذوالفقارِ حیدری خود میان سے نکلی
علی کے لال کے ابرو پہ غصہ سے جو بل پایا

سہے صدمے پہ صدمے، دکھ پہ دکھ، اعدا کے ہاتھوں سے
نبی کے بعد زہراؑ نے جو آرام ایک پل پایا

برابر چار ٹکڑے کر کے چھوڑ اس کو میداں میں
جسے تیغ دو پیکر نے دمِ جنگ و جدل پایا

انیس آخر نہ دولت کام آئی اہلِ دولت کی
بجز تقدیرِ تہی دستی نہ کچھ وقتِ اجل پایا

ادارہ منہاج الصالحین لاہور